Submission of E-contents

1. Name: DR. MD. ZEYAUR RAHMAN
2. Designation: Associate Prof.
3. Department/College: S. Sinha college, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : PG.
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone : M.A. Urdu 2nd Sem
7. Title/Heading of e-content : SUBH-E-AZADI — EK JAYEZA
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number : 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

①

"صبح آزادی" - ایک جائزہ

فیض احمد فیض اقبال کے بعد اردو کے عظیم شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان کی شخصیت اور فن نے زبان و ملک کی سرحدوں اور قومیت کے حصار کو توڑ کر عالمگیر شہرت حاصل کر لی۔ ادب کی تاریخ میں ایسی ہمہ گیر شخصیتیں شاذ و نادر ہوتی ہیں جو ہر رنگ و معیار کو متاثر کر سکیں۔ فیض کی ذات میں شعر و ادب ہی نہیں، فنون لطیفہ، جمالیات اور تہذیب انسانی کی بھی اعلیٰ قدریں جمع ہو گئی تھیں۔ شاعر، ادیب، صحافی، ٹریڈ یونین لیڈر اور ثقافتی اداروں کے بانی کی حیثیت سے فیض احمد فیض نے ہر شعبے میں اپنی عظمت کے نقوش چھوڑے ہیں۔ ان کی عظمت کی شناخت اور اس کا اعتراف تمام اہل علم اور دانشوروں نے کیا ہے۔

فیض نے اردو میں جدید نظم نگاری کو نئی جہت اور نیا رنگ عطا کیا۔ وہ در اصل ترقی پسند تحریک کے ان شاعروں میں تھے جنہوں نے اردو نظم کو موضوعات اور ہیئت کے تجربوں کی ایک نئی راہ دکھائی۔ اس زمانے میں ملک ہر دو جنگ عظیم کے دور سے گزر رہا تھا جس کی وجہ سے سیاسی و سماجی شعور میں پختگی اور اضافہ ہو رہا تھا اور پیچیدہ و مسائل حالات کو اپنے حقوق کا احساس بھی بیدار ہو رہا تھا۔ فیض کا جائزہ لیا جائے تو ان کی شاعری میں ان کا حقیقی رنگ نظر آتا ہے۔

دست صبا سے ماخوذ ہے۔ فیض کی مشہور نظم صبح آزادی کا جائزہ لیا جائے تو اس کے ابہام و تلمیح کے دریچے کھل جاتے ہیں۔ یہ نظم فیض کے کلام کا یہ مجموعہ ان کی ذہنی و فنی ارتقا کا نمونہ ہے۔ جس میں زندگی کے حقائق کے مطالعے اور مشاہدات، حقائق کا درد شامل ہے۔ جس میں زندگی کے تلخ حقائق کے مطالعہ اور ایک تجربہ کی گہری فکر و فن کا سامان ملتا ہے۔ اب شاعر نے جس نے اس کے خارجی اور داخلی واردات نے صبح آزادی کو ایک ایسا موڑ دیا ہے۔ یہ نظم روایتی ہیئت میں ہے اگرچہ مصرعوں کی ترتیب میں

(2)

جرأت ہے۔ یہ ایک اہم اور نمایاں ذکر تخلیق ہے، جو ہر حلقے میں قبول عام حاصل کر چکی ہے اور اس کے بعض شعر اور مصرعے زبان زد ہو چکے ہیں، یہاں تک کہ محاورہ زبان بن چکے ہیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

یہ داغ داغ اجالا، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا، یہ وہ سحر تو نہیں

اس کی چند تصویریں جنگ آزادی کے تعلق سے جرأت مندانہ تجربوں کی ایک حوصلہ افزا اور خوبصورت عکاسی کرتا ہیں:

جواں لہو کی پراسرار شاہراہوں سے
چلے جو یار تو دامن پہ کتنے ہاتھ پڑے
دیار حسن کی بے صبر خواب گاہوں سے
پکارتی رہیں باہیں، بدن بلاتے رہے

نظم اس حسرت انگیز پیام عمل کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے:

کہاں سے آئی نگار صبا، کدھر کو گئی
ابھی چراغ سر رہ کو کچھ خبر ہی نہیں
ابھی گرانی شب میں کمی نہیں آئی
نجات دیدہ و دل کی گھڑی نہیں آئی
چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی

یہ حقیقت پسندانہ شاعری ہے۔ اگرچہ اس میں آزادی ملنے پر طنز و تنقید ہے مگر سیاسی نعرہ بازی نہیں ہے، فیض کی شاعری میں نظریے کا بوجھ بھی نہیں ہوا، یہی عام آدمی کے زخمی احساسات کی لطیف و نفیس اور خیال انگیز عکاسی ہے۔ یہ محض جذبات، نعرے بازی نہیں ہو سکتا ہے اور خواب وہ تو نہیں پیدا ہو سکتی ہیں اگرچہ جانے خود اشعار میں زیادہ تحریک عمل نہیں صرف ہلکے ہلکے اشارات ہیں، در اصل بڑے اور اعلیٰ درجے کے فن کی پہچان بھی یہی ہے کہ وہ اشاروں ہی میں پوری حقیقت کا واضح پیدا کرتا ہے۔

③

اس طرح فیض کی یہ نظم اپنے موضوع کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ فنی اعتبار سے بھی کافی اہم ہے۔ یہ تخلیقی مواد اور ہیئت کی ہم آہنگی کے بہترین نمونے کا ثبوت دیتی ہے۔ اس میں خارجیت اور داخلیت کا شدید احساس ہے۔ یہاں براہ راست بات کہنے کا انداز نہیں ہے بلکہ علامتی اور تمثیلی اسلوب کے پیکر میں موضوع کو پیش کیا گیا ہے۔ اس میں اظہار کے نئے پیرائے بھی ملتے ہیں۔ اس میں ایک جدت ضرور پائی جاتی ہے۔ دراصل فیض کی تمام نظموں کی طرح اس نظم میں بھی اردو شاعری کی پرانی علامتوں اور پرانے استعاروں کو نئے مفاہیم میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کی معنویت میں وسعت پیدا ہوگئی ہے۔ اس سلسلے میں فیض کی نظموں کا عمومی جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر قمر رئیس لکھتے ہیں:

"فیض نے اپنی نظموں میں غالب و اقبال کے بعد اردو شاعری کی پرانی روایت اور اس نئے لب و لہجے کی بنیاد مشرقی روایات پر رکھی۔ اردو شاعری کی کلاسیکی انداز پر ڈالی بلکہ مغربی شعر و سخن کے اسلوب پر تھی۔ اس میں تشبیہ سے زیادہ استعارے سے کام لیا جاتا ہے اور انگریزی شاعروں کی طرح غیر متحرک اشیا کو متحرک اشیا کی صفات سے متصف کیا جاتا تھا۔ اس میں نئی تشبیہوں اور نئے استعاروں کی تازگی ہی نہ تھی بلکہ نئے احساس کی چاندنی اور تجربے کی دھڑکن موجود تھی۔"

اس طرح فیض نے اردو شاعری کا ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جس نے اردو شاعری میں اور خاص طور سے اپنی نظموں میں مشرقی اور مغربی اسلوب کے امتزاج سے جدت اور تنوع کے نئے امکانات پیدا کیے اور اردو شاعری کے جمود کو توڑ کر ایک نیا اسلوب پیدا کیا جو واضح انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔ دراصل فیض کی نظم صبح آزادی کے حوالے سے ان کی نظم شاعری کی خصوصیات کو بیان کرنا ہوگا۔

فیض کی شاعری کے کئی مراحل ہیں اور "دست صبا" ان کے تخلیقی سفر کا (Turning Point) ہے۔ فیض اپنے شعری سفر کے اس مرحلے میں غم جاناں سے غم دوراں کی طرف لوٹتا ہے۔ یہاں ان کی شاعری میں نئی فنی اور نئے حالات سے آشنا ہوتا ہے۔ اب وہ مسائل کو صرف دیکھتا ہی نہیں بلکہ ان سے دوچار بھی ہوتا ہے۔ وہ ناسازگار حالات پر غور کرنے کی سعی کرتا ہے اور ان حالات کو سازگار بنانے کی آرزو بھی

(4)

بہت نمایاں ہے۔ ان میں جمالیات کی شدت اور نغمگی ان کے خوبصورت ساتھ مل کر خوبصورتی ہی تو لاتی ہے۔ گویا فیض
کی نظموں میں جمالیات تمام تر نہیں ہے بلکہ برخلاف اس کے حقائق کا بڑا شعور ہے۔ وہ ان کی تخلیق عمل میں موضوعات
کو صرف ایک معاون ذریعہ کا درجہ دیتے ہیں۔ مواد اور ہیئت کی ہم آہنگی کا بڑا شعور ان میں موجود ہے۔ ان
کی نظموں کا آہنگ اور ان کا اسلوب ان کی شخصیت کا آئینہ ہے۔ فیض کی نظموں کے اس آہنگ، روپ اور انقلابی
آہنگ پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر گوپی چند نارنگ رقم طراز ہیں:

"فیض کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے انقلابی آہنگ پر جمالیاتی احساس کو
اور جمالیاتی احساس پر انقلابی آہنگ کو قربان نہیں کیا بلکہ ان دونوں کی آمیزش سے ایک
نیا شعری رچاؤ پیدا کیا۔ ان کی شاعری میں جو دل آویزی، دل آسائی، نرمی اور خوبصورتی ہے
وہ اسی عمل کی [illegible] کے بغیر ممکن نہیں تھی۔"

خلاصہ یہ کہ فیض کی نظموں میں انگریزی ادب کے ذہنی اور جمالیاتی تہذیب کے اثرات بھی [illegible] جدید انسان
کے تمام تر [illegible] مجموعی شخصیت کا توازن اور معنوی اعتدال کا خوبصورت امتزاج ہے۔ اس کے علاوہ ان کے
خیالات کی سنجیدگی [illegible] ایک قوس قزح جیسا رنگ ہے۔
فیض نے آزادی [illegible] اور [illegible] کا خواب دیکھا تھا اس کی بازگشت آج بھی ملک کی
فضاؤں میں [illegible] ہے۔ دنیا کے حالات پہلے سے زیادہ دردناک اور وحشت ناک
ہو گئے ہیں۔ لہٰذا فیض نے اپنی نظم میں آزادی کی جو تصویر پیش کی تھی، آزادی کے
[illegible] اس کی معنویت اور اہمیت برقرار ہے۔
اور آج بھی فیض اپنی تخلیقی اور فنی فکر و فن کا اعلیٰ [illegible] ہے۔

حیات انسانی کی [illegible] اور اس [illegible] میں جب فیض حرکت، زندگی
کا تقاضا ہے [illegible] فن زندگی کا ایک جزو اور فن [illegible]
ہے اور مستقل [illegible] ہے۔ [illegible] فن کے [illegible]
[illegible] معروف [illegible] ان کی [illegible] و استطاعت [illegible] ہے اور لازم بھی۔
[illegible] ہے۔ اس لحاظ سے فیض کی شاعری کا [illegible] اور اس [illegible] میں حرکت کی
[illegible] ہے۔